کیا ایک بکرے یا بکری کی
قربانی
ایک فیملی کی طرف سے ہو سکتی ہے؟
از
محمد حسّان ملک نوری برہانپوری
ناشر
اسرا فاؤنڈیشن ناگپور
ASHHARI
9326110758

کیا ایک بکرے یا بکری کی
قربانی
ایک فیملی کی طرف سے ہوسکتی ہے؟

از

محمد حسّان ملک نوری برہانپوری

ناشر

اسرا فاؤنڈیشن ناگپور

کیاایک بکرے یا بکری کی قربانی
ایک فیملی کی طرف سے ہوسکتی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ آلہ واصحابہ الکرام اجمعین

اس مسئلے کی وضاحت سے پہلے چند باتیں ذہن نشین کرلیں

(۱) نبی آخرالزماں صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ" (صحیح بخاری ج۲،ص۱۰۸۰)

یعنی مجھے "جوامع الکلم" کے معجزہ کے ساتھ بھیجا گیا یعنی میرے الفاظ تو مختصر ہوں گے مگر ان مختصر الفاظ کے نیچے مطالب ومعانی کے سمندر موجود ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احادیث کو سمجھنا، اس کی اصل مراد پر آگاہ ہونا ہر کسی کے بس میں نہیں ہے۔ اسی بات کو امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ، فقیہ مجتہد اور تبع تابعی حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

"اَلاَحَادِيْثُ مُضِلَّةٌ اِلَّا لِلْفُقَهَاءِ"

(المدخل لابن امیر الحاج، ج۱،ص۱۲۸ بحوالہ الفضل الموہبی ص۱۱)

یعنی حدیثوں سے وہی لوگ مسائل نکال سکتے ہیں جو فقیہ ومجتہد ہیں غیر فقیہ غلطی کرتا ہے اور گمراہ ہوجاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو فقیہ نہیں ہے وہ احادیث کی مراد اور اس سے ثابت ہونے والے

مسئلے کو سمجھنے میں فقیہ کا محتاج ہے۔

تنبیہ:

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ وہ فقیہ و محدث ہیں جن کے بارے میں امام شافعی کہتے ہیں:

''اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز کا علم ختم ہو جاتا''

ابن مہدی کہتے ہیں:

''وہ اہل حجاز کی حدیثوں کے سب سے بڑے عالم تھے''

امام بخاری کہتے ہیں:

''وہ حماد بن زید سے بڑے حافظ تھے''

(تہذیب التہذیب ج ۲، ص ۱۰۵ بحوالہ محدثین عظام حیات وخدمات، ص ۲۱۱)

یعنی یہ قول خود اس کا ہے جو محدثین و فقہاء کا امام و پیشوا ہے۔

(۲) ہر وہ کام جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا امتی کے لئے لازم نہیں، کیوں کہ بعض کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں جیسے نماز تہجد کو بطور فرض ادا فرمانا۔ ایک مینڈھے کو پوری امت کی طرف سے قربان کرنا۔ ہاں جس کام کی عام امت کو اجازت عطا فرمائیں اور اس کے چھوڑنے پر وعید و خوف سنائیں وہ کام امت پر ضرور لازم و ضروری ہوتا ہے۔

(۳) قرآن واحادیث کی مراد کو سمجھنے اور اس کی مراد پر عمل کرنے میں غیر فقیہ پر کسی ایک امامِ فقیہ و مجتہد کی پیروی لازم ہے تا کہ وہ شریعت پر عامل ہو سکے اور اپنی خواہش و طبیعت کی پیروی سے بچ سکے۔

(۴) کسی امام کے کسی موقف پر اگر موجودہ کتب احادیث میں حدیث نہ ملے یا ملے مگر ضعیف۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے بغیر دلیل کے یہ مسئلہ بیان کر دیا۔ (حَاشَا لِلّٰهِ) ان کی مُستدَل حدیث (یعنی جس سے انہوں نے مسئلہ نکالا) ضرور ہے مگر درازئ زمانہ، بیشمار کتابوں کے ضیاع یا

بعد کے محدثین کا اسے اپنی کتب میں نقل نہ کر پانے کے سبب اس تک ہماری رسائی نہیں جیسے امام بخاری کو ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد تھیں مگر بخاری میں صرف ۲۷۵۷/احادیث ہیں۔ باقی کہاں ہیں؟ ہاں یہاں یہ بات یاد رہے کہ فقہ حنفی کی مستدل احادیث کا ذخیرہ آج بھی موجود ہے کہیں اکٹھا کہیں متفرق۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ۔ اس تمہید کے بعد اصل موضوع کی طرف آیئے۔

قربانی کے سلسلے میں مجتہد مطلق امام الائمہ کاشف الغُمَّہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف یہ ہے کہ سنت ابراہیمی کو قائم رکھنے کے لئے ہر صاحب نصاب، بالغ، مقیم مرد وعورت پر قربانی واجب ہے۔ (عامہ کتب فقہ حنفیہ)

اس موقف کے دلائل

(۱) امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا" (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۶)

جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے ہرگز قریب نہ آئے۔

یہ حدیث "صحیح" ہے اور منکرین حدیث معروف بہ اہل حدیث کے حالیہ پیشوا ناصر الدین البانی نے بھی اسے "حسن" قرار دیا ہے۔

(۲) امام حافظ ابوعبداللہ حاکم نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا"

جس شخص کے پاس مال ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے ہرگز قریب نہ آئے۔

وَقَالَ مَرَّةً: "مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يَذْبَحْ فَلَا يَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا"

اور ایک بار فرمایا: جو شخص قربانی کرنے کی استطاعت پائے مگر قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے

ہرگز قریب نہ آئے۔

اس حدیث کو نقل کر کے امام حاکم نے لکھا:

"هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

یہ حدیث صحیح سند والی ہے اور امام بخاری و امام مسلم علیہما الرحمہ نے اس کی نقل و تخریج نہیں کیا۔

(اَلْمُسْتَدْرَكُ عَلَى الصَّحِيْحَيْن ج٦ ص١٥٩، رقم الحدیث ٧٥٦٥، کتاب الاضاحی، ط: جیلانی بکڈپو، دہلی)

(۳) امام حافظ عبد العظیم بن عبد القوی منذری علیہ الرحمۃ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِاَنْ يُّضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرْ مُصَلَّانَا"

جو شخص قربانی کرنے کی استطاعت پائے مگر قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔

اس حدیث کو نقل کر کے امام منذری لکھتے ہیں:

"اسے امام حاکم نے "مستدرک" میں روایت کیا اور "صحیح" قرار دیا ہے"

("الترغیب والترہیب" باب الترغیب فی الاضحیہ وما جاء فیمن لم یضح مع القدرۃ ص٤٦٧، ط مکتبۃ المعارف ریاض)

نوٹ: البانی نے بھی اسے "حسن" قرار دیا ہے۔

مذکور بالا احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قربانی ہر غنی، بالغ، مقیم مرد و عورت پر واجب ہے۔ اور ہر ایک کو جدا جدا کرنی ہوگی ایک بکری سب کو کافی نہیں ہوگی۔ ان احادیث کی مختصر تشریح ملاحظہ کریں جس سے احناف کا موقف اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

تشریح

(الف) ان تمام حدیثوں کے شروع میں لفظ "مَنْ" آیا ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ "مَنْ" لفظ "عام" ہے یعنی شریعت کا جو حکم لفظ "مَنْ" سے بیان ہوگا وہ حکم اُن تمام افراد کو شامل ہوگا جن کے اندر اس حکم کی صلاحیت پائی جائے گی۔ اب حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر وہ شخص جو استطاعت

پائے اس پر قربانی کرنا لازم ہے۔

(ب) تمام حدیثوں کا آخری حصہ ہے کہ......"وہ ہماری عیدگاہ کے ہر گز قریب نہ آئے"......

علامہ امام برہان الدین فرغانی اور شارح بخاری علامہ عینی بدرالدین علیہما الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ "وعید" ہے اور ایسی "وعید" واجب کے ترک سے ملحق ہوتی ہے۔

(ہدایہ آخرین، کتاب الاضحیہ، ج۲، ص۴۲۸ط: مجلس برکات مبارکپور،

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الاضاحی ج۱۴، ص۵۴۸ط: زکریا بکڈپو، دیوبند)

(ج) ایک شخص کی عبادت دوسرے کو کافی نہیں۔ مثلاً گھر کا ایک شخص نماز پڑھے تو وہ نماز اس کے پورے گھر والوں کی طرف سے نہیں ہوگی بلکہ گھر میں جتنے مکلف ہیں سب کو اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھنا ہوگی......اسی طرح قربانی بھی عبادت ہے اور قربانی نام ہے "اِرَاقَۃِ دَمٌ" کا یعنی بہ نیتِ عبادت مخصوص جانور کے "خون بہانے" کا، اور وہ (خون بہانا) ایک جانور میں ایک ہی بار ہوتا ہے تو وہ بھی ایک ہی شخص کو کفایت کرے گا ایک سے زائد کو نہیں۔ رہا بڑے جانور میں ۷/افراد کی شرکت تو یہ اس لئے جائز ہے کہ اسے صاحب شریعت مُدَوِّنِ قانونِ اسلامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلاف قیاس جائز فرمایا جس کا حق صرف اُنہی کو ہے، تو بڑے جانور میں ۷/افراد کی شرکت کا حکم انہیں میں محدود رہے گا اس سے تجاوز کر کے وہ حکم بکرے میں ثابت نہیں ہوگا۔

(ہدایہ آخرین، کتاب الاضحیہ، ج۲، ص۴۲۸ط: مجلس برکات مبارکپور)

حاصل یہ کہ جب ہم ان تینوں نکات کو آپس میں جوڑ کر ان احادیث کو سمجھتے ہیں تو نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ

☆ قربانی صرف غنی پر واجب ہوتی ہے گھر کے ہر ہر فرد پر نہیں۔ [1]

☆ اور ہر ایک مکلف اپنی عبادت کو خود ادا کرے گا تو ہی ادا ہوگی دوسرا اُس کی عبادت کو اپنی عبادت میں شامل نہیں کر سکتا۔

---

[1] ہاں اگر گھر میں چند افراد بیٹا، بیوی، بہو وغیرہ بھی غنی ہیں تو ان سب پر بھی اپنی اپنی قربانی واجب ہوگی۔

☆اور بالخصوص یہ کہ حضور ﷺ نے بکرے میں ایک خاندان یا چند متعینہ افراد کے شامل ہونے کی صراحت بھی نہیں فرمائی لہٰذا ایک بکرے یا ایک بکری یا اس کے امثال مثلاً مینڈھے کو ایک ہی کی طرف سے قربان کیا جائے گا۔

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''ایک بکری ۲/ یا ۳/لوگوں کی طرف سے قربان کی جائے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ ایک بکری ایک کو ہی کفایت کرے گی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے فقہاء کا یہی مذہب ہے'' (مؤطا امام محمد، ص ۲۸۲ ط: مجلس برکات مبارکپور)

ازالۂ شبہات

اب رہیں وہ احادیث جن میں اس بات کا بیان ہے کہ ایک بکری کی قربانی پورے گھر کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ پہلے ان احادیث کو ملاحظہ کریں پھر ان کے متعلق احناف کا واضح موقف بھی۔

(۱): ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنی، اپنی آل اور اپنی امت کی جانب سے ایک مینڈھا قربان کیا۔

(شرح معانی الآثار، ج ۲، ص ۲۷۶، ط: دیوبند)

(۲): حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ا/مینڈھے کی قربانی فرمائی۔ اپنی اور اپنی آل کی طرف سے اور اپنے ان امتیوں کی جانب سے جو قربانی نہ کر سکیں۔ (ایضاً)

(۳): ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ۲/مینڈھوں کی قربانی فرماتے۔ ایک اپنی اور اپنی آل کی طرف سے اور دوسرا، اپنی امت کی جانب سے۔ (ایضاً)

ان تینوں حدیثوں کو پیش کر کے غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خود ایک مینڈھے کو اپنی اور اپنی آل کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی امت کی طرف سے قربان کیا تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ جب کہ انہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ایسی احادیث کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ منسوخ ہیں یا مخصوص ہیں یا سب کے لئے قابل عمل ہیں؟

ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد ان کے حکم کی وضاحت میں امام ابوجعفر طحاوی حنفی علیہ الرحمۃ (متوفی: ۳۲۱ھ) لکھتے ہیں:

"یہ اور اس مضمون کی روایات احناف کے نزدیک یا تو منسوخ ہیں (یعنی اب ان کا حکم باقی نہیں ہے) یا پھر وہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی دوسرے کو اس کی اجازت نہیں۔ اور اگر یہ روایات اس بات پر دلالت کریں کہ ایک بکری ایک سے زائد غیر معین افراد کے لئے کافی ہے تب تو اونٹ اور گائے کا بھی غیر معین افراد کے لئے کافی ہونا بدرجۂ اولیٰ ثابت ہو جائے گا جب کہ حضور ﷺ نے ان میں ۷ افراد کی قید لگا دیا کہ اس سے ایک بھی زائد نہیں ہو سکتا۔ (ایضاً)

ایک بکری کو اپنی آل یا پوری امت کی طرف سے قربان کرنا، اس کے حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہونے پر دلیل مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ بھی ہے:

امام ابن ماجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں:

"اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ فِيْ حَجَّةِ الوَدَاعِ بَقَرَةً وَاحِدَةً"

(سنن ابن ماجہ، ابواب الاضاحی، ص ۲۲۶)

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی آل کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کیا۔

جب کہ بڑے جانور میں ۷ افراد سے زیادہ شریک نہیں ہو سکتے حضرت جابر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

”نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ سَبْعِيْنَ بَدَنَةً فَاَمَرَنَا اَنْ يَّشْتَرِكَ مِنَّا سَبْعَةٌ فِي الْبَدَنَةِ“ (شرح معانی الآثار، ج ۲،ص ۲۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ۷۰ ؍ اونٹوں کی قربانی کیا اور ہمیں حکم دیا کہ ایک اونٹ میں ۷ ؍ آدمی شریک ہوں۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم نے حدیبیہ کے دن قربانی کیا اور ایک اونٹ اور ایک گائے میں ۷۔ ۷ ؍ آدمی شریک ہوئے۔ (ایضاً)

معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو یہ حکم دیا کہ ایک بڑے جانور میں ۷ ؍ افراد شریک ہوں، بس۔ مگر خود اپنی آل کی طرف سے ایک گائے قربان کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کا ۷ ؍ سے زیادہ ہونا واضح ہے تو جس طرح یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے اسی طرح ایک بکری میں اپنی آل یا اپنی آل اور امت دونوں کو شامل کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

(۴): ایک اور حدیث دیکھیں جس سے غیر مقلدین اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ:

امام ترمذی حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قربانی کیسے ہوتی تھی؟ فرمایا: آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تھا جسے وہ سب کھاتے اور کھلاتے تھے پھر لوگ اس پر فخر ومباہات کرنے لگے تو وہ حالت ہوگئی جسے تم آج دیکھ رہے ہو“۔

(ترمذی ابواب الاضاحی ج ا ص ۱۸۲ ط: مجلس برکات مبارکپور)

اس حدیث کے تحت امام ترمذی لکھتے ہیں کہ:

''بعض اہل علم جیسے امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق وغیرہ کا اس پر عمل ہے''

غیر مقلدین امام ترمذی کا اتنا قول تو پیش کرتے ہیں مگر اس کے آگے کا کلام پیش نہیں کرتے جب کہ آگے امام ترمذی لکھتے ہیں:

''اور بعض علماء نے کہا کہ: ایک بکری ایک کو ہی کفایت کرے گی۔ یہ قول امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک اور دیگر علماء کا ہے'' (ایضاً)

سوال یہ ہے کہ غیر مقلدین امام ترمذی کا ادھورا قول ہی کیوں پیش کرتے ہیں؟

اس کا **جواب** یہ ہے کہ صرف اس لئے کہ اگر وہ امام ترمذی کا پورا قول پیش کر دیں تو اپنی من چاہی دھاندلی نہیں کر سکتے کیوں کہ امام ترمذی کے اس قول کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہی کہے گا کہ جب مجتہدین کے دونوں قول ہیں اور میں خود استدلال کی صلاحیت نہیں رکھتا تو مجھ پر یہی لازم ہے کہ میں جس امام کا مقلد ہوں اس کے قول پر عمل کروں نہ کہ اپنی آسانی کے لئے جمہور امت کے متفقہ اصول تقلید شخصی کا منکر بنوں۔ اور حدیث کو خود سے سمجھنے کی بیجا خواہش میں گمراہی کو اپنے گلے کا ہار بناؤں۔ پھر یہ کہ اگر ہر شخص حدیث کو خود سے سمجھ سکتا تھا تو پھر امام ترمذی نے فقہاء و مجتہدین کے اقوال کو کیوں پیش کیا؟ اسی لئے کہ اے غیر فقہاء! تم میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ تم احادیث سے براہ راست مسئلہ نکال سکو۔ اس لئے تم پر لازم ہے کہ تم جس امام مجتہد کے مقلد ہو اسی کے قول پر عمل کرو۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی توجیہ اور اس کے مفہوم کی وضاحت مُحرّرِ مذہب حنفی مجتہد فی المذہب تلمیذ امام اعظم و امام مالک حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہم الرحمہ اس طرح فرماتے ہیں:

''یعنی (دور رسالت مآب ﷺ میں) جو شخص محتاج ہوتا وہ اپنی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تو اسے خود کھاتا اور اپنے گھر والوں کو کھلاتا......رہا یہ کہ ایک بکری

۲/یا۳/لوگوں کی طرف سے قربان کی جائے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ ایک بکری ایک کو ہی کفایت کرے گی۔امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے فقہاء کا یہی مذہب ہے"

(مؤطاامام محمد،ص ۲۸۲)

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اس توجیہ کی تشریح کرتے ہوئے مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"یعنی جو شخص گوشت کا محتاج ہو یا فقیر ہو جس پر قربانی واجب نہیں وہ اپنی طرف سے قربانی کرے اور اس کا گوشت خود کھائے، گھر والوں کو کھلائے اور ثواب میں سب کو شامل کرلے تو یہ جائز ہے" (حاشیہ مؤطاامام محمد،ص ۲۸۲)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مُعارِض خلیفۂ راشد بابِ مدینۃ العلم حضرت سیدنا **علی مرتضیٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا **عمل** ہے جو کہ جمہور محدثین کے نزدیک خود **حدیث** ہے جسے امام علاءالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے آپ فرماتے ہیں:

حسن بن معتمر کنانی سے مروی ہے انہوں نے کہا: میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بقرعید کے دن عیدگاہ گیا جب آپ نماز پڑھ چکے تو (اپنے غلام سے) کہا: اے قنبر !۲/مینڈھوں میں سے ایک کو میرے پاس لاؤ پھر آپ نے اسے لٹایا اور وجھت وجھی الخ پڑھا اور پھر کہا:

"اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ عَلِیٍّ" (اے اللہ! اسے علی کی طرف سے قبول فرما) پھر اسے ذبح کیا اور پھر دوسرے کو بھی ایسے ہی ذبح فرمایا۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحیۃ، ج۶،ص۳۲۶ط: دارالکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اپنی طرف سے مینڈھے کو قربان کیا اور اپنے گھر والوں کو اس میں شریک نہ کیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ایک بکری ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کی جائے گی۔ اور احناف پر یہی لازم وضروری ہے اس کا خلاف ان کی اُخروی تباہی کا سبب ہے۔

میں نے یہ چند سطور اپنے سنی مقلد بھائیوں کے اطمینان قلب کی خاطر لکھی ہیں۔ ان وہابیہ غیر مقلدین سے اس کا کیا مطالبہ کہ تم امام اعظم یا اور کسی امام مجتہد کی پیروی کرو جنہوں نے اپنی جہالت ونادانی کے باوجود خود کو مجتہد سمجھ کر واضح وصریح احادیث کا خلاف کیا بلکہ اسی ''اناولاغیری'' کی ترنگ اور ائمۂ مجتہدین کی ہمسری کی بیجا دھنک میں ایسے عقائد کو اپنے گلے کا ہار بنالیا جن سے ان کے گلوں میں اسلام وایمان کا قلادہ ہی باقی نہ رہا۔ یہ وہی تو ہیں جنہوں نے اللہ کے لئے جسم مانا، اس کی پاکیزہ ذات میں ہر عیب کو ممکن کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خداداد علم غیب کا انکار کیا، انبیاء واولیاء کو اللہ کی شان کے آگے ذرۂ ناچیز سے کمتر مانا۔ مَعَاذَ اللّٰه رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللہ پاک ایسوں کے فتنے سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے اور ایمان وعشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اتباع اسلاف کے اس امتحان میں ہمیں کامیاب وکامراں کرے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیه

وعلیٰ آله واصحابه ومجتهدی امته اجمعین وبارك وسلم

فقط

محمد حسان ملک نوری

خادم: دار العلوم نوریہ اہل سنت بدر الاسلام نعمت پورہ برہان پور (ایم۔ پی)

مورخہ: ۲/ذی الحجۃ ۱۴۳۸ھ م ۲۵/اگست ۲۰۱۷ء جمعہ مبارکہ

دکھادے مکہ وطیبہ مجھے پھر اے مرے مولیٰ

دکھادے مکہ وطیبہ مجھے پھر اے مرے مولیٰ
طواف خانہ کعبہ کا موقع پھر عطا فرما

الٰہی چوم لوں رکن یمانی کو عقیدت سے
سعادت سنگِ اسود چومنے کی پھر عطافرما

دخول خانہ کعبہ کی برکت پھر ملے مجھ کو
حطیم کعبہ میں سجدے کا موقع پھر عطافرما

لبالب جام زمزم کے پیوں پھر سیر ہو کر میں
ذبیح اللہ کے قدموں کی برکت پھر عطافرما

الٰہی حج بیت اللہ کی توفیق دے پھر سے
حضوری بارگاہِ مصطفیٰ کی پھر عطا فرما

صفامروہ میں پھر مجھ کو سعی کا موقع دے مولیٰ
نشان رفعت و عظمت کی برکت پھر عطافرما

الٰہی گنبد خضریٰ کے جلوے پھر دکھا مجھ کو
ریاض الجنّۃ میں طاعت کا موقعہ پھر عطافرما

نظر سے چوم لوں نقش کف پائے براہیمی
خلیل اللہ کے قدموں کی برکت پھر عطافرما

دعاء حضرت جبریل پڑھتے ملتزم سے پھر
لپٹ جائے تراجامؔی یہ موقع پھر عطا فرما

از : الحاج انصار احمد جامؔی نوری برہانپوری

Published by:

ASRA FOUNDATION, NAGPUR

Asra Charitable Multispeciality Clinic,Beside Noorie Medical Store, Near Petrol Pump, Shanti Nagar, Nagpur.

08180072376, 09422147911, 09765403855, 08055764993

asrafoundation1@gmail.com www.asrafoundation.net